

کتاب الکافی فی فروع الحنفیہ

عبد القدوس ہاشمی

امام اعظمؒ کے نامور شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ کی مقبول و مہتمم بالشان چھ کتابوں کے بعد فقہ حنفی کی سب سے زیادہ معتبر و معتمد علیہ کتابیں الحاکم الشہید کی دو کتابیں المنتقیٰ اور الکافی سمجھی جاتی ہیں، مولانا عبدالحی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ نے اپنی کتاب الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے :-

الکافی و المنتقیٰ اصلا من اصول المذہب بعد کتب محمد (ص ۱۸۵)

حاکم شہید کی) دونوں کتابیں الکافی اور المنتقیٰ امام محمد کی کتابوں کے بعد (فقہ حنفی کی) دو بنیادی کتابیں ہیں۔

حاجی خلیفہ چلیپی المتوفی ۱۰۶۷ھ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں لکھا ہے :-

الکافی فی فروع الحنفیہ للحاکم الشہید محمد بن محمد حنفی متوفی ۲۳۴ھ صحیح فیہ کتب محمد بن الحسن المبسوط و ما فی ہوا معد و هو کتاب معتمد فی نقل المذہب، و شرحہ جماعة من المشایخ منهم شمس الایمۃ السرخسی و هو المشہور ببسوط و هو المراد اذا اطلق المبسوط فی شروح الہدایۃ و غیرہا۔ و شرحہ الامام احمد بن منصور الاسبغاجی المتوفی ۲۸۰ھ ایضاً و لا سمعیل بن یعقوب الانباری المتکلم

الکافی فی فروع الحنفیہ حاکم شہید محمد بن محمد حنفی متوفی ۲۳۴ھ کی کتاب ہے، انہوں نے محمد بن حسن کی کتاب مبسوط اور ان کی جوامع میں جو کچھ ہے اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے، وہ ایک ایسی کتاب ہے جس پر مسلک حنفی کو بیان کرنے میں اعتماد کیا جاتا ہے، اس کتاب کی شیوخ فقہ میں سے بہت سے لوگوں نے شرحیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک شمس الایمہ سرخسی بھی ہیں۔ یہ وہی شرح ہے جو مبسوط کے نام سے مشہور ہے اور ہدایہ وغیرہ کی شرحوں میں جب مبسوط کا نام مطلقاً آتا ہے

التوفی ۱۳۳۸ شرح مفید۔

(ص ۱۳۷۵)

تو اس سے یہی شرح مراد ہوتی ہے۔ امام احمد بن منصور
ایسی جہاں متونی ۴۸۸ نے بھی اسکانی کی ایک شرح لکھی ہے
اور اسمعیل بن یعقوب الانباری المتکلم المتونی ۶۲۱ نے
بھی اس کی ایک کلامی شرح لکھی ہے۔

شہید الامیر امام محمد بن احمد الشرحی متونی ۴۸۲ کی شرح یعنی المبسوط میں ضخیم جلدوں میں
ہے اور ۱۲۲۴ میں بمقام قاہرہ طبع ہو چکی ہے۔ وہ اپنی اس حدیم المثال کتاب کے مقدمہ میں فرماتے
ہیں :-

ضوابط الصواب فی تالیف شرح المختصر تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر اسکانی للحاکم الشہید
راکف الحاکم الشہید) لا ازید علی المعنی کی ایک شرح تالیف کروں۔ کسی مسئلہ کے بیان میں ضروری
الموشرفی بیان کل مسئلۃ اکتفاء بیاہو باتوں کے سوا کچھ نہ لکھوں۔ ہر باب میں جو قابل اعتماد
المعتقد فی کل باب۔ اقوال ہوں، ان ہی پر اکتفاء کروں۔

اگرچہ علم فقہ میں اور دوسرے علوم میں اسکانی یا المختصر اسکانی کے نام سے متعدد کتابیں ہیں لیکن
اس وقت جس کتاب کا ذکر ہے وہ اوائل صدی چہارم کے نامور قانون دان، فقیہ، قاضی اور ایک سلطنت
کے مہلا المہام الحاکم الشہید محمد بن محمد الحنفی کی معتد علیہ کتاب اسکانی ہے۔ یہ ابھی تک کہیں طبع
نہیں ہوئی ہے اور اب تو دست برد زمانہ سے اس کے قلمی نسخے بھی اگر نایاب نہیں تو کیا اب ہو
چکے ہیں بڑی تلاش و تفحص سے اس کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے ہاتھ
موصول کیا جا سکا ہے۔ ادارہ کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی صاحب نے اپنے سفر
مہر میں جامعۃ الدول العربیۃ کے خزانہ مخطوطات مصورہ سے اسے حاصل کیا تھا۔ یہ نسخہ
تین ضخیم جلدوں میں ہے اور کتب خانہ کے شعبہ مصورات میں میکروفلم ۱۳۳ و ۱۳۷ و
۱۳۸ پر محفوظ ہے۔

متاخر فقہاء اور قضاة کی کتابوں کا رواج جیسے جیسے بڑھتا گیا متقدمین کی تصنیفات
اکثر الماریوں سے ہٹ کر پھیلی الماریوں میں جگہ پاتی رہیں حتیٰ کہ خود امام محمد کی کتاب السیر
الکبیر کا کوئی نسخہ اب دستیاب نہیں، ان ہی کی دوسری کتاب جو سب سے زیادہ اہم اور وسیع

کتاب ہے یعنی کتاب الاصل یا مبسوط امام محمد، یہ بھی اب تک پوری نہیں چھپی ہے، ایک چھوٹا سا طرزِ ابا بھی چند سال پہلے طبع ہو سکا ہے۔ حالانکہ فقہ اور قانون کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے امام محمد کی کتاب الاصل حقیقتاً اصل کتاب ہے۔ اتنی وسیع اور دقتِ نظر کے ساتھ لکھی ہوئی کوئی کتاب قانون اُن کے زمانہ میں تو کیا امام محمد کے بعد بھی ایک ہزار سال تک دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہ کر سکی۔

کچھ اسی قسم کا سلوک الحاکم الشہید کی کتاب الکافی کے ساتھ بھی ہوا، اس کے قلمی نسخے جن اہل علم حضرات کو ملے، انھوں نے اسے حرزِ جان بنا کر رکھا اور ان سے خوب خوب فائدہ اٹھایا مگر جہاں تک مجھے علم ہو سکا ہے۔ اس کے بہت ہی کم نسخے ملتے ہیں۔ اور طبع ہونے کی نوبت تو ابھی تک نہیں آسکی ہے۔

الحاکم الشہید | ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبدالحجید بن اسماعیل البغنی السلمی المروزی الخنقی الوزير حافظ القرآن والحديث الفقيه الحاکم الشہید، المتوفی شہیداً ۴۰۴ھ۔
یہ بزرگ نسلًا ترک تاجیک تھے۔ اصلاً البغنی، ولاد السلمی، مسلکاً الخنقی اور مشہدً المروزی، اپنے زمانہ کے نامور عالم، نکتہ رس فقیہ، ذہین قانون دان، نامی وزیر، عابد و متقی اور وسیع القلب خوش اخلاق معلم تھے۔ کسی کتاب میں ان کی ولادت کا سال نہیں ملا لیکن قیاسی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ۳۵۰ھ یا اس سے قریب کسی سنہ میں بمقام بلخ پیدا ہوئے تھے۔ کیوں کہ ۳۲۴ھ میں جب یہ شہید ہوئے ہیں، اس وقت ان کے فرزند ابن الحاکم جوان اور صاحب اولاد ہونے کے علاوہ بحیثیت ایک اُستاد مشہور ہو چکے تھے۔

شہر بلخ جسے الحاکم الشہید کے وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک قدیم تاریخی مقام ہے جو آج کل ملک افغانستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ دارالسلطنت کابل سے تقریباً ۴۰۰ میل اور شہر مزار شریف سے تقریباً ۱۳۰ میل کے فاصلے پر ہے، اس کی زمین سطح سمندر سے ۱۱۵۸ فٹ بلند ہے۔

شہر بلخ کی بنا کے متعلق مقامی طور پر متعدد روایتیں مشہور ہیں، کوئی کہتا ہے کہ اس کی بنا حضرت نوح علیہ السلام کے پرپوتے نے رکھی تھی جس کا نام بلخ تھا اور کوئی کہتا ہے کہ سکندر اعظم نے یہ شہر بسایا تھا۔ اُس وقت اس کا نام اسکندریہ رکھا گیا تھا۔ چاہے کسی نے اس کی بنا رکھی ہو، لیکن خود

یہ افسانے اس کی غمازی کرتے ہیں کہ بلخ ایک بہت ہی پُرانا شہر ہے۔ اس کا اسلامی دور اُس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت (۲۳ھ تا ۳۵ھ) میں اُن کے حکم سے حضرت عبداللہ بن عامر بن کرین نے اپنے نائب حضرت احنف بن قیس کو بلخ کی فتح کے لئے بھیجا اور انھوں نے اسے فتح کر کے خلافتِ راشدہ کے ممالکِ محدوسہ میں شامل کر لیا۔ اس وقت بھی یہاں ترکی قبائل ازبک و تاجیک آباد تھے اور آج بھی یہاں کی آبادی میں چند یہودی اور تھوڑے سے افغان کے سوا باقی ترک، ازبک، تاجیک اور ترکتے ہیں۔

عباسیوں کے عہد میں ایک مجاہد عبید اللہ بن عبداللہ الحافظ کو بلخ کے انتظامات پر مامور کیا گیا تھا اور وہ بادلِ ناخواستہ یہاں آئے تھے، بغداد سے رخصت ہوئے تو انھوں نے یہ شعر کہے تھے : ہ

اقول وقد فارقت بغداد مكرهاً سلام على اهل القطيعة والكرخ
 هوای وراثی والمسیر خلافه فقلبی الحی كرخ ووجهی الی بلخ

(میں اس وقت یہ کہہ رہا ہوں جب کہ میں نے بغداد کو مجبوراً چھوڑا ہے، سلام ہو قطیعہ اور کرخ (بغداد کے دو محلے) کے رہنے والوں پر میری تمنائیں بے چھپے ہیں اور سفر اس کے خلاف سمت ہو رہا ہے، اس لئے میرا دل کرخ کی طرف ہے اور منہ بلخ کی طرف)۔

شہر بلخ زمانہ قدیم ہی سے ایک دوسرے ناماً باختر سے بھی معروف رہا ہے اور اس کا یہ نام آج تک باقی ہے۔ قلموںِ جغرافیائی افغانستان میں اس شہر کا نام بلخ یا باختر لکھا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہندوستانی شہروں مثلاً عظیم آباد پٹنہ، شاہ آباد آرہ، فتح گڑھ فرخ آباد وغیرہ کی طرح یہ شہر بھی تاریخ کے کسی دور میں دو قریب قریب کی آبادیوں کے مل جانے کی وجہ سے بلخ اور باختر دونوں ناموں سے موسوم ہو گیا ہے۔

فتحِ اسلامی کے بعد سے یہ شہر بہت سے اہل علم و عرفان کا وطن رہا ہے مثلاً حضرت ابراہیم بن ادہم المتوفی ۱۶۲ھ، عبداللہ بن احمد بلخی المتوفی ۱۸۹ھ، امام ضحاک ابونصر محمد بن مزاحم المتوفی ۱۹۰ھ، حضرت شفیق بلخی (شاگرد امام زفر) متوفی ۱۷۲ھ، صاحبِ سننوی مولانا محمد رومی متوفی ۶۷۲ھ اور حضرت خواجہ ابونصر پارسا متوفی ۷۰۵ھ وغیرہ وغیرہ۔

بلخ یا باختر کے گرد و نواح میں بعض صحابہ کرام، تابعین عظام اور بہت سے روادۃ حدیث، ایمنہ فقہ اور مشاہیر مجاہدین کی قبریں اب تک موجود ہیں۔

حاکم شہید کے نام کے ساتھ ایک نسبت السلمی جو لکھی گئی ہے، یہ نسبت ولا ہے۔ عہد صحابہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی غیر مسلم کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا تو اس کے گھرانے کا ایک جزو اور اس کے قبیلہ کا ایک فرد ہو جاتا تھا، ایسی نسبتوں کو علم الرجال میں امتیاز کے لئے نسبت ولا کہا جاتا ہے۔ ہزاروں بزرگوں کا ذکر علم الرجال کی کتابوں میں ملتا ہے جو نسلاً عرب نہ تھے مگر کسی نہ کسی عرب قبیلہ کی طرف نسبت ولا رکھتے تھے۔ حاکم شہید کے مورث اعلیٰ بھی چونکہ قبیلہ بنی سلیم کے ایک بزرگ کے دستِ حق پرست پر ایمان لائے تھے اس لئے ان کی اولاد ولادۃ السلمی کہلانے لگی۔

اساتذہ | حاکم شہید نے جب آنکھ کھولی اس وقت شہر بلخ میں بہت سے اہل علم و عرفان موجود تھے جنہوں نے حجاز و عراق میں طویل مدت تک رہ کر علم حاصل کیا تھا یا حجاز و عراق کے وہ بزرگ تھے جنہوں نے بلخ کو اپنا وطن بنا لیا تھا، مثلاً:-

۱ - حافظ ابو بکر احمد بن محمد البسخی المتوفی ۲۱۴ھ۔

۲ - الفقیہ علی بن الفضل البسخی المتوفی ۳۲۳ھ۔

۳ - الحافظ ابو علی عبداللہ بن محمد البسخی المتوفی ۲۹۵ھ۔

۴ - الحافظ ابو العباس حامد البسخی المتوفی ۳۰۹ھ..... وغیر ہم۔

غرض یہ کہ تیسری صدی ہجری کے اواخر میں بلخ کا یہ چھوٹا سا شہر مدرسین، فقہاء اور محدثین سے خالی نہ تھا۔ یہاں حاکم شہید نے مروجہ تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد طلب علم کے لئے سفر کو روانہ ہوئے، مرو میں ابو جابر محمد بن حمد ویر العور قانی شاگرد امام احمد بن حنبل۔ یحییٰ بن سائویہ الذہلی۔ اور محمد بن عصام بن سہیل سے علم حدیث حاصل کیا، نیشاپور میں امام مسلم کے شاگرد رشید عبداللہ بن شریوہ۔ سے، رے میں ابراہیم بن یوسف حسنجانی سے، بغداد میں اسحاق بن خلف الددری اور ابو عبداللہ احمد بن الحسن العوفی سے، کوفہ میں علی بن العباس البجلی سے، مکہ مکرمہ میں فضل بن محمد ابنجدی سے، مصر میں علی بن احمد بن سلیمان المعری سے اور بخارا میں محمد بن سعید النوحا بادی سے تفسیر، حدیث اور فقہ کے علوم حاصل کئے، یہ وہ چند اساتذہ گرامی ہیں جن کا ذکر حاکم شہید کے

اساتذہ میں تفریح کے ساتھ کیا گیا ہے۔ باقی اساتذہ کے نام چھوڑ کر صرف وعن طبقہ کہا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم شہید نے ان اساتذہ کے علاوہ اور بہت سے معاصروں سے حدیث کا درس لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ انھیں ساٹھ ہزار حدیثیں یاد تھیں۔

شہادت | تحصیل علم کے بعد حاکم شہید کی عمر کا بڑا حصہ سرکاری ملازمتوں میں گزرا، کبھی وہ بخارا کے قاضی رہے اور کبھی والیان ریاست کے اتالیق، اور آخر میں کئی سال تک امیر حمید والئی خراسان کے وزیر بھی رہے۔ اس زمانہ میں خراسان کا صدر مقام شہر مرو تھا جو آج کل ایشیائی روس کا ایک شہر ہے۔ یہیں باب مرو کے قریب ان کا مکان تھا۔ باغی فوجیوں نے ربیع الآخر ۳۲۲ھ میں انھیں مین سجدہ کی حالت میں شہید کر دیا۔ سلطانی فوج ان کی حفاظت کے لئے آئی مگر باغیوں پر فوراً قابو نہ پاسکی، اور ہونے والی بات ہو کے رہی۔ الا علام للزکلی میں شہر سے میں شہید ہونا لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح الفوائد البہیہ میں سال شہادت ۳۲۲ھ لکھا ہے جو تصحیف ہے۔

تدریس و تالیف | امام حاکم شہید اپنی مصروف زندگی کے کسی دور میں تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف سے غافل نہیں رہے، ان کے نامور شاگرد الحاکم الکبیر ابو احمد محمد بن محمد انکرا بیسی المتونی ۳۷۸ھ کا بیان ہے کہ :-

”میں ایک مدت تک حاکم شہید کے ساتھ رہا ہوں، وہ ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو نفل روزے رکھا کرتے تھے، سفر و حضر میں کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑتے تھے اور اسی طرح تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ زمانہ وزارت میں ان کا یہ حال تھا کہ سادہ کاغذ، کتابیں اور قلمدان سامنے دھرا رہتا، جس سے ملاقات کی ضرورت ہوتی۔ اس کو آنے کی اجازت ملتی۔ ملاقات کرتے اور پھر مطالعہ اور تصنیف میں مشغول ہو جاتے۔ ابو العباس بن حمویہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس آتے تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ باتیں نہ کرتے، اپنا قلم ہاتھ میں لے کر تحریر میں مشغول ہو جاتے۔“ حاکم کبیر کا بیان ہے کہ حاکم شہید کی مجلس املا میں جمعہ کے دن عصر کے وقت میں آیا۔ اسی وقت امیر ابو بکر بن المعافر بھی آگئے۔ انھوں نے امیر کے لئے کھڑے ہو کر تعظیم تودی مگر اپنی جگہ سے ہٹے نہیں اور دروازہ ہی پر سے امیر کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ جناب عالی! آج آپ کا دن نہیں ہے۔ حاکم شہید نے اپنے دربان، پیش کار اور معتمد کو یہ تاکید کر رکھی تھی کہ شام کے وقت

اور عشاء کے بعد کسی طالب علم، مسافر اور بیوند لگے ہوئے پُہلے نے لباسِ دالے غریبوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکو، البتہ پُر شکوہ امیروں اور دولت مندوں کو ان اوقات میں نہ آنے دیا کرو۔

حاکم شہید کے فرزند کا بیان ہے کہ امام حاکم شہید نمازوں کے بعد بہت سی دعائیں کیا کرتے تھے اور آخر میں یہ دعا کرتے تھے کہ:

اللّٰهُمَّ ارزقنی الشّہادۃ ، اے میرے اللہ مجھے شہادت کی موت عطا کر۔

اُن کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہیں نمازِ صبح کے بعد عین حالتِ سجدہ میں شہید کر دیا گیا۔

بتا کر ذرخوش رسمے بہ خاکِ خونِ غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تلامذہ | امام حاکم شہید کے شاگردوں اور ان سے استفادہ کرنے والے ایسے حدیث و فقہ کا

شمار ممکن نہیں۔ مذکورہ نگار لکھتے ہیں کہ:

سیح منہ مشایخِ خراسان قاطبۃ

حاکم شہید سے خراسان کے تمام شیوخ اور

ایستہ نے علمِ حدیث حاصل کیا۔

ان کے شاگرد اور تلامذہ بعد کو کس درجہ کے اہل علم ثابت ہوئے، اس کے ثلثے مستفیدین میں

سے صرف دو ناموں کا ذکر کافی ہے۔

۱۔ الحاکم الکبیر محمد بن محمد انکرا بیسی المتوفی ۳۷۸ھ۔

۲۔ الحافظ الکبیر ابوالعباس بن حمویہ المتوفی ۳۶۵ھ تقریباً۔

تصانیف | جس شخص نے ساری زندگی تعلیم و تصنیف کے مشغلہ کو نہ چھوڑا ہو، اس کی

تصنیفات کی تعداد بھی تلامذہ کی تعداد کی طرح بہت بڑی ہونی چاہیے، لیکن ہمیں امام حاکم شہید کی صرف پانچ کتابوں کا ذکر تذکروں میں مل سکا ہے:

۱۔ المختصر: اس کا ذکر صرف فتاویٰ البہیہ میں ہے۔

۲۔ الغرر فی الفقہ: اس کا ذکر کشف الظنون ۱۲۰۶ میں اور ہدیۃ العارفين ج ۲ ص ۲۷۰ میں

ہے۔ لیکن صرف نام مرقوم ہے۔

۳۔ المستخلص من الجامع فی الفروع: اس کا ذکر کشف الظنون ۱۶۷۲ اور ہدیۃ العارفين ج ۲ ص ۲۷۰

میں ہے۔

۳- المنتقی: اس کا ذکر کشف الظنون ص ۱۸۵ اور ہدایۃ العارفين ج ۲ ص ۳۷ میں ہے۔

۵- الکافی فی فروع الحنفیۃ: اس کتاب کا ذکر تمام تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔

اور ان پانچ کتابوں میں سے بھی صرف الکافی ہی دستیاب ہے باقی بڑی مدت سے نایاب ہو چکی ہیں مشہور خزینہ ہائے کتب میں کہیں ان کے کسی نسخہ کا سراغ نہیں مل سکا۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی مرحوم نے جو ایک کتاب 'المختصر' کے نام کی بتائی ہے۔ اس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ یہی المختصر الکافی ہے اور دونوں ناموں کے مابین واو عطف کاتب کی غلطی سے زیادہ ہو گیا ہے۔ کسی اور جگہ اس نام کی کتاب کا ذکر حاکم شہید کی مصنفات میں نہیں ملا۔

الکافی کتاب الکافی میں ضخیم جلدوں میں ،

جلد اول: حجم ۶۳۲ صفحات ، سطر فی صفحہ مختلف ۲۱- تا- ۲۵۔ خط نسخ

معمولی۔ تاریخ کتابت ۱۰۳۶ھ۔

جلد دوم: حجم ۶۸۰ صفحات ، سطر فی صفحہ ۲۷۔ خط نسخ معمولی۔ تاریخ

کتابت ۱۰۸۲ھ۔

جلد سوم: حجم ۵۲۲ صفحات ، سطر فی صفحہ مختلف ۲۳- تا- ۲۷۔ تاریخ

کتابت ۱۰۶۹ھ۔

ابتداء: الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين وصلى الله على سيدنا محمد و

آله الطيبين، قال ابو الفضل محمد بن احمد رضى الله عنه، قد اودعت في كتابي هذا

معاني محمد بن الحسن في كتبه المبسوطة ومعاني جوامع المؤلفات مع اختصار كلامه و

حذف المكررات من مسائله فاصداً ليسهل سبل الراغبين في حفظه اليه وتخفيف الثونة

عليه في كتابته وقرأته وحمله في السفر والحضر والله ولي النفع والعمرة من الزلال۔

اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ شروع ہوتی ہے۔ کتاب کی ترتیب وہی ہے جو عام طور پر فرقہ کی کتابوں

کی ہوتی ہے یعنی اول عبادات، دوم مناکحات، سوم معاملات، چہارم متفرقات۔ جلد اول عبادات میں

کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے اور چوتھی جلد کا آخری باب متفرقات میں سے باب الاستخلاف

ہے۔ اس نسخہ کا خط اگرچہ خوش خط معیاری نہیں ہے لیکن اتنا صاف اور واضح ہے کہ

یہ آسانی پڑھا اور سمجھا جاسکتا ہے، کتابت کی غلطیاں بھی بہت نہیں ہیں جو استفادہ میں محض
ثبات ہوں۔

الکافی کے دوسرے نسخے جہاں تک مجھے علم ہو سکا ہے، حسب ذیل مقامات پر مکمل یا
نامکمل موجود ہیں۔

۱۔ دارالکتب المصریہ القاہرہ میں۔

۲۔ خزینۃ المصنوعات جامعۃ الدول العربیہ القاہرہ میں۔

۳۔ کتب خانہ سلطان احمد الثالث، استنبول میں۔

مصادر الحاکم الشہید کا تذکرہ تقریباً تمام تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ حسب ذیل کتب

قابل ذکر ہیں:

۱۔ انساب السعانی (الشہید) ص ۳۲۱۔

۲۔ المنتظم لابن الجوزی ج ۴ ص ۲۲۶۔

۳۔ الجواهر المصنیۃ ج ۲ ص ۱۱۲۔

۴۔ الفوائد البہیۃ ص ۱۸۵۔

۵۔ حدائق الخنفیہ ص ۱۶۹۔

۶۔ معجم المؤلفین ج ۱۱ ص ۱۸۵۔

۷۔ حدیۃ العارفین ج ۲ ص ۲۴۔

۸۔ الاعلام للزرکلی ج ۷ ص ۲۴۲۔

۹۔ برد کلیمان، تاریخ ادبیات عرب ۱۸۲ (۱۷۴) S. 1. 294۔